سیرت امام علی نقی علیہ السلام

از ۱۴ ستارے

مصنف: علامہ نجم الحسن کراروی

مومنین کے لئے خوشخبری

Whatsapp پر دینی معلومات جیسے کہ عقائد،

اخلاقیات، درس قرآن

فقہی مسائل، "خواتین کے مخصوص مسائل"

وظیفے، میمبرز کے فقہی سوالات، جو وہ الگ سے پوچھ سکتے ہیں

کلمات امیر المومنینؑ از نہج البلاغہ، احادیث معصومینؑ

ہر مناسبت کے حوالہ سے اعمال

دعائیں اور دیگر دینی معلومات حاصل کرنے کے لئے قرآن و عترت کے گروپ

کو جوائن کریں۔

قرآن و عترت اکیڈمی کے گروپ میں شامل ہونے کے لئے ان
میں سے کسی ایک پر کلک کریں۔

تمام گروپ میں مشترکہ نشریات بھیجی جاتی ہیں اسلئے ایک سے زائد
گروپ میں شامل نہ ہوں تاکہ دوسری بھی شامل ہو کر استفادہ کر
سکیں۔

قرآن و عترت اکیڈمی کے دینی ویڈیوز **Youtube** پر دیکھنے کے لئے

ہمارے **Youtube channel** کو **Subscribe** کریں

اسلامی گرافکس کے لئے **Instagram** پر **Follow** کریں

اور ہماری **Facebook Page** کو **Like** کریں

فہرست

حضرت امام علی نقی علیہ السلام 7
ولادت باسعادت 7
اسم گرامی،کنیت، اورالقاب 7
آپ کاعہدحیات اوربادشاہان وقت 8
حضرت امام محمد تقیؑ کاسفربغداد اورحضرت امام علی نقی کی ولی عہدی 8
حضرت امام علی نقی علیہ السلام کاعلم لدنی 10
بچپن کاو اقعہ 10
حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے کرامات اورآپ کاعلم باطن 12
عہد و اثق کاایک و اقعہ 14
بہترزبانوں کی تعلیم 15
امام علی نقی کے ہاتھوں میں ریت کی قلب ماہیت 15
امام علی نقی اوراسم اعظم 16
حضرت امام علی نقی علیہ السلام اورصیحفہ کاملہ کی ایک دعا 16
حکومت کی طرف سے امام علی نقی کی مدینہ سے سامرہ میں طلبی اور راستہ کاایک
اہم و اقعہ 17
امام علی نقی علیہ السلام کی نظربندی 22
امام علی نقی علیہ السلام کا جذبہ ہمدردی 23
امام علی نقی کی حالت سامرہ پہنچنے کے بعد 24
حضرت امام علی نقی اورسواری کی برق رفتاری 25
دوماہ قبل عزل قاضی کی خبر 26
آپ کااحترام جانوروں کی نظرمیں 26
حضرت امام علی نقی علیہ السلام اورخواب کی عملی تعبیر 27
حضرت امام علی نقی علیہ السلام اورفقہائے مسلمین 28

شاہ روم کوحضرت امام علی نقی کاجواب 30
متوکل کے کہنے سے ابن سکیت و ابن اکثم کاامام علی نقی سے سوال 31
قضاوقدرکے متعلق امام علی نقی علیہ السلام کی رہبری ورہنمائی 32
حضرت امام علی نقی اورعبدالرحمن مصری کاذہنی انقلاب 32
حضرت امام علی نقی علیہ السلام اوربرکتہ السباع 33
حضرت امام علی نقی علیہ السلام اورمتوکل کاعلاج 36
امام علی نقی علیہ السلام کے تصورحکومت پرخوف خداغالب تھا 37
امام علی نقی علیہ السلام کی شہادت 39
آپ کی ازواج واولاد 40

حضرت امام علی نقی علیہ السلام

ولادت باسعادت

آپ بتاریخ ۱۵/رجب المرجب ۲۱۴ ہجری یوم سہ شنبہ (منگل) بمقام مدینہ منورہ متولد ہوئے (نورالابصار ص ۱۴۹، دمعہ ساکبہ ص ۱۲۰)۔

شیخ مفید کا کہنا ہے کہ مدینہ کے قریب ایک قریہ ہے جس کا نام صریا ہے آپ وہاں پیدا ہوئے ہیں (ارشاد ص ۴۹۴)۔

اسم گرامی، کنیت، اور القاب

آپ کا اسم گرامی علی، آپ کے والد ماجد حضرت امام محمد تقی نے رکھا، اسے یوں سمجھنا چاہئے کہ سرورکائنات نے جو اپنے بارہ جانشین اپنی ظاہری حیات کے زمانہ میں معین فرمائے تھے، ان میں سے ایک آپ کی ذات گرامی بھی تھی آپ کے والد ماجد نے اسی معین اسم سے موسوم کردیا علامہ طبرسی لکھتے ہیں کہ چہاردہ معصومین کے اسماء لوح محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں سرورکائنات نے اسی کے مطابق سب کے نام معین فرمائے ہیں اور ہر ایک کے والد نے اسی کی روشنی میں اپنے فرزند کو موسوم کیا ہے (اعلام الوری ص ۲۲۵)۔

کتاب کشف الغطاء ص ۴ میں ہے کہ آنحضرت نے سب کے نام حضرت عائشہ کو لکھوادیئے تھے آپ کی کنیت ابوالحسن تھی آپ کے القاب بہت کثیر ہیں جن میں

نقی، ناصح ، متوکل مرتضی اور عسکری زیادہ مشہور ہیں (کشف الغمہ ص ۱۲۲ ، نورالابصار ۱۴۹، مطالب السوٴل ص ۲۹۱)۔

آپ کا عہد حیات اور بادشاہان وقت

آپ جب ۲۱۴ ہجری میں پیدا ہوئے تو اس وقت بادشاہ وقت مامون رشید عباسی تھا ۲۱۸ ہجری میں مامون رشید نے انتقال کیا اور معتصم خلیفہ ہوا (ابوالفداء)

۲۲۷ ہجری میں واثق بن معتصم خلیفہ بنایا گیا (ابوالفداء) ۲۳۲ ہجری میں واثق کا انتقال ہوا اور متوکل عباسی خلیفہ مقرر کیا گیا (ابوالفداء)۔

پھر ۲۴۷ ہجری میں منتصر بن متوکل اور ۲۴۸ ہجری میں مستعین اور ۲۵۲ ہجری میں زبیر ابن متوکل المکنی بہ متز باللہ علی الترتیب خلیفہ بنائے گئے (ابوالفداء ، دمعہ ساکبہ ۱۲۱) ۲۵۴ ہجری میں معتز کے زہر دینے سے امام علی نقی علیہ السلام شہید ہوئے (تذکرۃ المعصومین)۔

حضرت امام محمد تقی کا سفر بغداد اور حضرت امام علی نقی کی ولی عہدی

مامون رشید کے انتقال کے بعد معتصم باللہ خلیفہ ہوا تو اس نے بھی اپنے آبائی کردار کو سراہا اور خاندانی رویہ کا اتباع کیا اس کے دل میں بھی آل محمد کی طرف سے وہ جذبات ابھرے جو اس کے آباوٴاجداد کے دلوں میں ابھر چکے تھے،اس نے بھی چاہا کہ آل محمد کو کوئی فرد سطح ارض پر باقی نہ رہے، چنانچہ اس نے تخت نشین ہوتے ہی حضرت امام

محمد تقی علیہ السلام کو مدینہ سے بغداد طلب کرکے نظر بند کردیا امام محمد تقی علیہ السلام نے جو اپنے آباؤ اجداد کی طرح قیامت تک کے حالات سے واقف تھے مدینہ سے چلتے وقت اپنے فرزند کو اپنا جانشین مقرر کردیا اور وہ تمام تبرکات جو امام کے پاس ہوا کرتے ہیں آپ نے امام علی نقی علیہ السلام کے سپرد کردیئے مدینہ منورہ سے روانہ ہوکر آپ ۹/ محرم الحرام ۲۲۰ ہجری کو وارد بغداد ہوئے بغداد میں آپ کو ایک سال بھی نہ گزرتھا کہ معتصم عباسی نے آپ کو بتاریخ ۲۰/ذی قعدہ زہر سے شہید کردیا (نورالابصار ص ۱۴۷)۔

اصول کافی میں ہے کہ جب امام محمد تقی علیہ السلام کو پہلی بار مدینہ سے بغداد طلب کیا گیا تو راوی خبر اسماعیل بن مہران نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی مولا، آپ کو بلانے والے دشمن آل محمد ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بے امام ہو جائیں آپ نے فرمایا کہ ہم کو علم ہے تم گھبراؤ نہیں اس سفر میں ایسا نہ ہوگا اسماعیل کا بیان ہے کہ جب دوبارہ آپ کو معتصم نے بلایا تو پھر میں حاضر ہوکر عرض پرداز ہوا کہ مولا یہ سفر کیسا رہے گا اس سوال کا جواب آپ نے آنسوؤں کے تار سے دیا اور باچشم نم کہا کہ اے اسماعیل میرے بعد علی نقی کو اپنا امام جاننا اور صبر وضبط سے کام لینا۔

حضرت امام علی نقی علیہ السلام کا علم لدنی

بچپن کا واقعہ

یہ ہمارے مسلمات سے ہے کہ ہمارے آئمہ کو علم لدنی ہوتا ہے یہ خدا کی بارگاہ سے علم وحکمت لے کر کامل اور مکمل دنیا میں تشریف لاتے رہے ہیں انہیں کسی سے علم حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی، اورانھوں نے کسی دنیا والے کے سامنے زانوئے ادب تہ نہیں فرمایا " ذاتی علم وحکمت کے علاوہ مزید شرف کمال کی تحصیل اپنے آباوٴ اجداد سے کرتے رہے یہی وجہ ہے کہ انتہائی کمسنی میں بھی یہ دنیا کے بڑے بڑے عالموں کو علمی شکست دینے میں ہمیشہ کامیاب رہے اور جب کسی نے اپنے کو ان کی کسی فرد سے مافوق سمجھا تو وہ ذلیل ہو کر رہ گیا، یا پھر سر تسلیم خم کرنے پر مجبور ہو گیا۔

علامہ مسعودی کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی وفات کے بعد امام علی نقی علیہ السلام جن کی اس وقت عمر ۷۔۶/ سال کی تھی مدینہ میں مرجع خلائق بن گئے تھے، یہ دیکھ کروہ لوگ جو آل محمد سے دلی دشمنی رکھتے تھے یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ کسی طرح ان کی مرکزیت کو ختم کیا جائے اور کوئی ایسا معلم ان کے ساتھ لگادیا جائے جو انہیں تعلیم بھی دے اوران کی اپنے اصول پر تربیت کرنے کے ساتھ ان کے پاس لوگوں کے پہونچنے کا سد باب کرے، یہ لوگ اسی خیال میں تھے کہ عمر بن فرج رجحی فراعنت حج کے بعد مدینہ پہنچا لوگوں نے اس سے عرض مدعا کی بالآخر حکومت کے دباوٴ سے ایسا انتظام ہو گیا کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو تعلیم دینے کے لیے عراق کا سب سے بڑا عالم،

ادیب عبید اللہ جنیدی معقول مشاہرہ پر لگایا گیا یہ جنیدی آل محمد کی دشمنی میں خاص شہرت رکھتا تھا۔

الغرض جنیدی کے پاس حکومت نے امام علی نقی علیہ السلام کو رکھ دیا اور جنیدی کو خاص طور پر اس امر کی ہدایت کر دی کہ ان کے پاس روافض نہ پہنچنے پائیں جنیدی نے آپ کو قصر صربا میں اپنے پاس رکھا ہوتا یہ تھا کہ جب رات ہوتی تھی تو دروازہ بند کر دیا جاتا تھا اور دن میں بھی شیعوں کے ملنے کی اجازت نہ تھی اس طرح آپ کے ماننے والوں کی آمد کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور آپ کا فیض جاری بند ہو گیا لوگ آپ کی زیارت اور آپ سے استفادہ سے محروم ہو گئے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک دن جنیدی سے کہا غلام ہاشمی کا کیا حال ہے اس نے نہایت بری صورت بنا کر کہا انہیں غلام ہاشمی نہ کہو، وہ رئیس ہاشمی ہیں، خدا کی قسم وہ اس کمسنی مین مجھ سے کہیں زیادہ علم رکھتے ہیں سنو میں اپنی پوری کوشش کے بعد جب ادب کا کوئی باب ان کے سامنے پیش کرتا ہوں تو وہ اس کے متعلق ایسے ابواب کھول دیتے ہیں کہ میں حیران رہ جاتا ہوں

یظن الناس انی اعلمہ وانا واللہ اتعلم منہ

لوگ سمجھ رہے ہیں کہ میں انہیں تعلیم دے رہا ہوں لیکن خدا کی قسم میں ان سے تعلیم حاصل کر رہا ہوں میرے بس میں یہ نہیں کہ میں انھیں پڑھا سکوں

ھذا واللہ خیر اہل الارض وافضل من بقاء اللہ

خدا کی قسم وہ حافظ قرآن ہی نہیں وہ اس کی تاویل و تنزیل کو بھی جانتے ہیں اور مختصر یہ ہے کہ وہ زمین پر بسنے والوں میں سب سے بہتر اور کائنات میں سب سے افضل ہیں (اثبات الوصیت ودمعہ ساکبہ ص ۱۲۱)۔

حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے کرامات اور آپ کا علم باطن

امام علی نقی علیہ السلام تقریبا ۲۹/سال مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے آپ نے اس مدت عمر میں کئی بادشاہوں کا زمانہ دیکھا تقریبا ہر ایک نے آپ کی طرف رخ کرنے سے احتراز کیا یہی وجہ ہے کہ آپ امور امامت کو انجام دینے میں کامیاب رہے یعنی تبلیغ دین اور تحفظ بنائے مذہب اور رہبری ہوا خواہاں میں فائز المرام رہے آپ چونکہ اپنے آباؤ اجداد کی طرح علم باطن اور علم غیب بھی رکھتے تھے اسی لیے آپ اپنے ماننے والوں کو ہونے والے واقعات سے باخبر فرمادیا کرتے تھے اور سعی فرماتے تھے کہ حتی الوسع مقدورات کے علاوہ کوئی گزند نہ پہنچنے پائے اس سلسلہ میں آپ کے کرامات بے شمار ہیں جن میں سے ہم اس مقام پر کتاب کشف الغمہ سے چند کرامات تحریر کرتے ہیں۔

۱۔ محمد بن فرج رجحی کا بیان ہے کہ حضرت امام علی نقی نے مجھے تحریر فرمایا کہ تم اپنے تمام امور و معاملات کو راست اور نظام خانہ کو درست کرلو اور اپنے اسلحوں کو سنبھال لو۔ میں نے ان کے حکم کے بموجب تمام درست کرلیا لیکن یہ نہ سمجھ سکا کہ یہ حکم آپ نے کیوں دیا ہے لیکن چند دنوں کے بعد مصر کی پولیس میرے یہاں آئی اور مجھے گرفتار کرکے لے گئی اور میرے پاس جو کچھ تھا سب لے لیا اور مجھے قید خانہ میں بند کردیا میں آٹھ سال

اس قید خانہ میں پڑا رہا، ایک دن امام علیہ السلام کا خط پہنچا، جس میں مرقوم تھا کہ اے محمد بن فرج تم اس ناحیہ کی طرف نہ جانا جو مغرب کی طرف واقع ہے خط پاتے ہی میری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی میں سوچتا رہا کہ میں تو قید خانہ میں ہوں میرا تو ادھر جانا ممکن ہی نہیں پھر امام نے کیوں یہ کچھ تحریر فرمایا آپ کے خط آنے کو ابھی دو چار یوم ہی گذرے تھے کہ میری رہائی کا حکم آگیا اور میں ان کے حسب الحکم مقام ممنوع کی طرف نہیں گیا قید خانہ سے رہائی کے بعد میں نے امام علیہ السلام کو لکھا کہ حضور میں قید سے چھوٹ کر گھر آگیا ہوں ، اب آپ خدا سے دعاء فرمائیں کہ میرا مال مغصوبہ واپس کرا دے آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ عنقریب تمہارا سارا مال تمہیں واپس مل جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۲۔ایک دن امام علی نقی علیہ السلام اور علی بن حصیب نامی شخص دونوں ساتھ ہی راستہ چل رہے تھے علی بن حصیب آپ سے چند گام آگے بڑھ کر بولے آپ بھی قدم بڑھا کر جلد آجایئے حضرت نے فرمایا کہ اے ابن حصیب تمہیں پہلے جانا ہے تم جاؤ اس واقعہ کے چار یوم بعد ابن حصیب فوت ہوگئے۔

۳۔ ایک شخص محمد بن فضل بغدادی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو لکھا کہ میرے پاس ایک دکان ہے میں اسے بیچنا چاہتا ہوں آپ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا جواب نہ ملنے پر مجھے افسوس ہوا لیکن جب میں بغداد واپس پہنچا تو وہ آگ لگ جانے کی وجہ سے جل چکی تھی۔

۴۔ایک شخص ابوایوب نامی نے امام علیہ السلام کولکھاکہ میری زوجہ حاملہ ہے،آپ دعا فرمایئے کہ لڑکاپیدا ہو،آپ نے فرمایاانشاء اللہ اس کے لڑکاہی پیدا ہوگااور جب پیدا ہو تواس کانام محمد رکھنا چنانچہ لڑکاہی پیدا ہوا،اوراس کانام محمد رکھا گیا۔

۵۔یحی بن زکریاکابیان ہے کہ میں نے امام علی نقی علیہ السلام کولکھاکہ میری بیوی حاملہ ہے آپ دعافرمائیں کہ لڑکاپیدا ہوآپ نے جواب میں تحریرفرمایا،کہ بعض لڑکیاں لڑکوں سے بہتر ہوتی ہیں،چنانچہ لڑکی پیدا ہوئی۔

عہد واثق کاایک واقعہ

۶۔ابوہاشم کابیان ہے کہ میں ۲۲۷ ہجری میں ایک دن حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھاکہ کسی نے آکرکہاکہ ترکوں کی فوج گذررہی ہے امام علیہ السلام نے فرمایاکہ ائے ابوہاشم چلوان سے ملاقات کریں میں حضرت کے ہمراہ ہوکرلشکریوں تک پہنچاحضرت نے ایک غلام ترکی سے اس کی زبان میں گفتگوشروع فرمائی اوردیرتک باتیں کرتے رہے اس ترکی سپاہی نے آپ کے قدموں کابوسہ دیامیں نے اس سے پوچھا کہ وہ کونسی چیزہے جس نے تجھے امام کاگرویدہ بنادیاہے اس نے کہاامام نے مجھے اس نام سے پکاراجس کاجاننے والامیرے باپ کے علاوہ کوئی نہ تھا۔

تہتر زبانوں کی تعلیم

۷۔ ابوہاشم کہتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے ہندی زبان میں گفتگو کی جس کا میں جواب نہ دے سکا تو آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں ابھی ابھی تمام زبانوں کا جاننے والا بنائے دیتا ہوں یہ کہہ کر آپ نے ایک سنگریزہ اٹھایا اور اسے اپنے منہ میں رکھ لیا اس کے بعد اس سنگریزہ کو مجھے دیتے ہوئے فرمایا کہ اسے چوسو، میں نے منہ میں رکھ کر اسے اچھی طرح چوسا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میں تہتر زبانوں کا عالم بن گیا جن میں ہندی بھی شامل تھی اس کے بعد سے پھر مجھے کسی زبان کے سمجھنے اور بولنے میں دقت نہ ہوئی ص ۱۲۲ تا ۱۲۵

امام علی نقی کے ہاتھوں میں ریت کی قلب ماہیت

۸۔ آئمہ طاہرین کے اولوالامر ہونے پر قرآن مجید کی نص صریح موجود ہے ان کے ہاتھوں اور زبان میں خداوند جو ارادہ کریں اس کی تکمیل ہو جائے جو حکم دیں اس کی تعمیل ہو جائے ابوہاشم کا بیان ہے کہ ایک دن میں نے امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں اپنی تنگ دستی کی شکایت کی آپ نے فرمایا بڑی معمولی بات ہے تمہاری تکلیف دور ہو جائے گی اس کے بعد آپ نے رمل یعنی ریت کی ایک مٹھی زمین سے اٹھا کر میرے دامن میں ڈال دی اور فرمایا اسے غور سے دیکھو اور اسے فروخت کر کے کام نکالو ابوہاشم کہتے ہیں کہ خدا کی قسم جب میں نے اسے دیکھا تو وہ بہترین سونا تھا، میں نے اسے بازار لے جا کر فروخت کر دیا (مناقب ابن شہر آشوب جلد ۵ ص ۱۱۹)۔

امام علی نقی اور اسم اعظم

۹۔ حضرت ثقۃ الاسلام علامہ کلینی اصول کافی میں لکھتے ہیں کہ امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا اسم اللہ الاعظم ۷۳/ حروف میں ان میں سے صرف ایک حرف آصف بر خیا وصی سلیمان کو دیا گیا تھا جس کے ذریعہ سے انہوں نے چشم زدن میں ملک سبا سے تخت بلقیس منگوالیا تھا اور اس منگوانے میں ہوا یہ تھا کہ زمین سمٹ کر تخت کو قریب لے آئی تھی، اے نوفلی (راوی) خداوند عالم نے ہمیں اسم عظم کے بہتر حروف دیئے ہیں اور اپنے لیے صرف ایک حرف محفوظ رکھا ہے جو علم غیب سے متعلق ہے مسعودی کا کہنا ہے کہ اس کے بعد امام نے فرمایا کہ خداوندا عالم نے اپنی قدرت اور اپنے اذن و علم سے ہمیں وہ چیزیں عطا کی ہیں جو حیرت انگیز اور تعجب خیز ہیں مطلب یہ ہے کہ امام جو چاہیں کر سکتے ہیں ان کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں ہو سکتی (اصول کافی، مناقب ابن شہر آشوب جلد ۵ ص ۱۱۸، دمعہ ساکبہ ص ۱۲۶)۔

حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور صیحفہ کاملہ کی ایک دعا

حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے ایک صحابی سبع بن حمزہ قمی نے آپ کو تحریر کیا کہ مولا مجھے خلیفہ معتصم کے وزیر سے بہت دکھ پہنچ رہا ہے مجھے اس کا بھی اندیشہ ہے کہ کہیں وہ میری جان نہ لے لے حضرت نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ گھبراؤ نہیں اور دعائے صحیفہ کاملہ

یا من تحل بہ عقد المکارہ الخ

پڑھو مصیبت سے نجات پاؤگے

یسع بن حمزہ کا بیان ہے کہ میں نے امام کے حسب الحکم نماز صبح کے بعد اس دعا کی تلاوت کی جس کا پہلے ہی دن یہ نتیجہ نکلا کہ وزیر خود میرے پاس آیا مجھے اپنے ہمراہ لے گیا اور لباس فاخرہ پہنا کر مجھے بادشاہ کے پہلو میں بٹھادیا۔

حکومت کی طرف سے امام علی نقی کی مدینہ سے سامرہ میں طلبی اور راستہ کا ایک اہم واقعہ

متوکل ۲۳۲ ہجری میں خلیفہ ہوا اور اس نے ۲۳۶ ہجری میں امام حسین علیہ السلام کی قبر کے ساتھ پہلی بار بے ادبی کی، لیکن اس میں پوری کامیابی نہ حاصل ہونے پر اپنے فطری بغض کی وجہ سے جو آل محمد کے ساتھ تھا وہ حضرت علی نقی علیہ السلام کے طرف متوجہ ہوا متوکل ۲۴۳ ہجری میں امام علی نقی کو ستانے کی طرف متوجہ ہوا، اور اس نے حاکم مدینہ عبداللہ بن محمد کو خفیہ حکم دے کر بھیجا کہ فرزند رسول امام علی نقی کو ستانے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کرے چنانچہ اس نے حکومت کے منشاء کے مطابق پوری توجہ اور پورے انہماک کے ساتھ اپنا کام شروع کردیا خود جس قدر ستا سکا اس نے ستایا اور آپ کے خلاف ریکارڈ کے لیے متوکل کو شکایات بھیجنی شروع کیں۔

علامہ شبلنجی لکھتے ہیں کہ امام علی نقی علیہ السلام کو یہ معلوم ہوگیا کہ حاکم مدینہ نے آپ کے خلاف ریشہ دوانیاں شروع کردی ہیں اور اس سلسلہ میں اس نے متوکل کو آپ

کی شکایات بھیجنی شروع کردی ہیں توآپ نے بھی ایک تفصیلی خط لکھا جس میں حاکم مدینہ کی بے اعتدالی اور ظلم آفرینی کا خاص طور سے ذکر کیا متوکل نے آپ کا خط پڑھ کرآپ کواس کے جواب میں لکھاکہ آپ ہمارے پاس چلے آیئے اس میں حاکم مدینہ کے عمل کی معذرت بھی تھی، یعنی جو کچھ وہ کررہاہے اچھانہیں کرتا ہم اس کی طرف سے معذرت خواہ ہیں مطلب یہ تھا کہ اسی بہانہ سے انہیں سامرہ بلالے خط میں اس نے اتنانرم لہجہ اختیار کیا تھا جوایک بادشاہ کی طرف سے نہیں ہواکرتا یہ سب حیلہ سازی تھی اور غرض محض یہ تھی کہ آپ مدینہ چھوڑ کرسامرہ پہنچ جائیں (نورالابصار ص ۱۴۹)۔

علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ متوکل نے یہ بھی لکھاتھا کہ میں آپ کی خاطر سے عبداللہ ابن محمد کو معزول کرکے اس کی جگہ پر محمد بن فضل کو مقرر کررہاہوں (جلاء العیون ص ۲۹۲)۔

علامہ اردبیلی لکھتے ہیں کہ متوکل نے صرف یہ نہیں کیا کہ علی نقی علیہ السلام کوخط لکھا ہوکہ آپ سامرہ چلے آیئے بلکہ اس نے تین سو کا لشکریحی بن ہرثمہ کی قیادت میں مدینہ بھیج کرانہیں بلاناچاہا، یحی بن ہرثمہ کابیان ہے کہ میں حکم متوکل پاکرامام علیہ السلام کولانے کے لیے بہ ارادہ مدینہ منورہ روانہ ہوگیا میرے ہمراہ تین سو کا لشکر تھااوراس میں ایک کاتب بھی تھاجوامامیہ مذہب رکھتا تھا ہم لوگ اپنے راستہ پر جارہے تھے اوراس سعی میں تھے کہ کسی طرح جلد سے جلدمدینہ پہنچ کرامام علیہ السلام کولے آئیں اور متوکل کے سامنے پیش کریں ہمارے ہمراہ جوایک شیعہ کاتب تھااس سے ایک لشکر کے افسر سے راستہ بھرمذہبی مناظرہ ہوتارہا۔

یہاں تک کہ ہم لوگ ایک عظیم الشان وادی میں پہنچے جس کے ارد گرد میلوں کوئی آبادی نہ تھی اور وہ ایسی جگہ تھی جہاں سے انسان کا مشکل سے گزر ہوتا تھا بالکل جنگل اور بے آب وگیاہ صحرا تھا جب ہمارے لشکر وہاں پہنچا تو اس افسر نے جس کا نام "شادی" تھا، اور جو کاتب سے مناظرہ کرتا چلا آرہا تھا کہنے لگا اے کاتب تمہارے امام حضرت علی کا یہ قول ہے کہ دنیا کی کوئی ایسی وادی نہ ہوگی جس میں قبر نہ ہو یا عنقریب قبر نہ بن جائے کاتب نے کہا بے شک ہمارے امام علیہ السلام غالب کل غالب کا یہی ارشاد ہے اس نے کہا بتاؤ اس زمین پر کس کی قبر ہے یا کس کی قبر بن سکتی ہے تمہارے امام یونہی کہہ دیا کرتے ہیں ابن ہرثمہ کا کہنا ہے کہ میں چونکہ حشوی خیال کا تھا لہٰذا جب یہ باتیں ہم نے سنیں تو ہم سب ہنس پڑے اور کاتب شرمندہ ہو گیا غرض کہ لشکر بڑھتا رہا اور اسی دن مدینہ پہنچ گیا وارد مدینہ ہونے کے بعد میں نے متوکل کا خط امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا امام علیہ السلام نے اسے ملاحظہ فرما کر لشکر پر نظر ڈالی اور سمجھ گئے کہ دال میں کچھ کالا ہے آپ نے فرمایا اے ابن ہرثمہ چلنے کو تیار ہوں لیکن ایک دو روز کی مہلت ضروری ہے میں نے عرض کی حضور "خوشی سے" جب حکم فرمائیں میں حاضر ہو جاؤں اور روانگی ہو جائے۔

ابن ہرثمہ کا بیان ہے کہ امام علیہ السلام نے میرے سامنے ملازمین سے کہا کہ درزی بلا دو اور اس سے کہو کہ مجھے سامرہ جانا ہے لہٰذا راستے کے لیے گرم کپڑے اور گرم ٹوپیاں جلد سے جلد تیار کر دے میں وہاں سے رخصت ہو کر اپنے قیام گاہ پر پہنچا اور راستے بھر یہ سوچتا رہا کہ امامیہ کیسے بیوقوف ہیں کہ ایک شخص کو امام مانتے ہیں جسے (معاذاللہ) یہ تک

تمیز نہیں ہے کہ یہ گرمی کا زمانہ ہے یا جاڑے کا، اتنی شدید گرمی میں جاڑے کے کپڑے سلوا رہے ہیں اور اسے ہمراہ لے جانا چاہتے ہیں الغرض میں دوسرے دن ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ جاڑے کے بہت سے کپڑے سلے ہوئے رکھے ہیں اور آپ سامان سفر درست فرما رہے ہیں اور اپنے ملازمین سے کہتے جاتے ہیں دیکھو کلاہ بارانی اور برساتی وغیرہ رہنے نہ پائے سب ساتھ میں باندھ دو، اس کے بعد مجھے کہا اے یحیٰ بن ہرثمہ جاؤ تم بھی اپنا سامان درست کرو تاکہ مناسب وقت میں روانگی ہو جائے میں وہاں سے نہایت بددل واپس آیا دل میں سوچتا تھا کہ انہیں کیا ہو گیا ہے کہ اس شدید گرمی کے زمانہ میں سردی اور برسات کا سامان ہمراہ لے رہے ہیں اور مجھے بھی حکم دیتے ہیں کہ تم بھی اس قسم کے سامان ہمراہ لے لو۔

مختصر یہ کہ سامان سفر درست ہو گیا اور روانگی ہو گئی میرا لشکر امام علیہ السلام کو گھیرے میں لیے ہوئے جا رہا تھا کہ ناگاہ اسی وادی میں جا پہنچے، جس کے متعلق کاتب امامیہ اور افسر شادی میں یہ گفتگو ہوئی تھی کہ یہاں پر کس کی قبر ہے یا ہو گی اس وادی میں پہنچنا تھا کہ قیامت آ گئی، بادل گرجنے لگے، بجلی چمکنے لگی اور دوپہر کے وقت اس قدر تاریکی چھائی کہ ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکتا تھا ، یہاں تک کہ بارش ہوئی اور ایسی موسلادھار بارش ہوئی کہ عمر بھر نہ دیکھی تھی امام علیہ السلام نے آثار پیدا ہوتے ہی ملازمین کو حکم دیا کہ برساتی اور بارانی ٹوپیاں پہن لو اور ایک برساتی یحیٰ بن ہرثمہ اور ایک کاتب کو دیدو غرض کہ خوب بارش ہوئی اور ہوا اتنی ٹھنڈی چلی کہ جان کے لالے پڑ گئے

جب بارش تھمی اور بادل چھٹے تو میں نے دیکھا کہ ۸۰/افراد میری فوج کے ہلاک ہو گئے ہیں

۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اے یحی بن ہرثمہ اپنے مردوں کو دفن کر دو اور یہ جان لو کہ "خدائے تعالی ہم چنین پر می گرواند بقاع را از قبور" اس طرح خداوند عالم نے ہر بقعہ ارض کو قبروں سے پر کرتا ہے اسی لیے میرے جد نامدار حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ زمین کا کوئی ٹکڑا ایسا نہ ہو گا جس میں قبر نہ بنی ہو

یہ سن کر میں اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور امام علیہ السلام کے قریب جاکر پابوس ہوا، اور ان کی خدمت میں عرض کی مولا میں آج آپ کے سامنے مسلمان ہوتا ہوں ، یہ کہہ کر میں نے اس طرح کلمہ پڑھا

اشہدان لاالہ الااللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ وانکم خلفاء اللہ فی ارضہ

اور یقین کر لیا کہ یہی حضرت خدا کی زمین پر خلیفہ ہیں اور دل میں سوچنے لگا کہ اگر امام علیہ السلام نے جاڑے اور برسات کا سامان نہ لیا ہوتا اور اگر مجھے نہ دیا ہوتا تو میرا کیا حشر ہوتا پھر وہاں سے روانہ ہو کر "عسکر" پہنچا اور آپ کی امامت کا قائل رہ کر زندہ رہا اور تا حیات آپ کے جد نامدار کا کلمہ پڑھتا رہا (کشف الغمہ ص ۱۲۴)۔

علامہ جامی اور علامہ شبلنجی لکھتے ہیں کہ دو سو سے زائد افراد آپ کے اپنے گھیرے میں لیے ہوئے سامرہ پہنچے وہاں آپ کے قیام کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا تھا اور حکم تھا متوکل کا کہ انہیں فقیروں کے ٹہرانے کی جگہ اتارا جائے چنانچہ آپ کو خان الصعالیک میں اتار گیا وہ جگہ بدترین تھی وہاں شرفاء نہیں جایا کرتے تھے ایک دن صالح بن سعید نامی ایک شخص

جوآپ کے ماننے والے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے مولا یہ لوگ آب کی قدر و منزلت پر پردہ ڈالنے اور نور خدا کو چھپانے کی کس قدر کوشش کرتے ہیں کجا حضور کی ذات اقدس اور کجا یہ قیام گاہ حضرت نے فرمایااۓ صالح تم دل تنگ نہ ہو۔ میں اس کی عزت افزائی کا خواہاں اور ان کی کرم گستری کا جویاں نہیں ہوں خداوند عالم نے آل محمد کو جو درجہ دیا ہے اور جو مقام عطا فرمایا ہے اسے کوئی چھین نہیں سکتا اے صالح بن سعید میں تمہیں خوش کرنے کے لیے بتانا چاہتا ہوں کہ تم مجھے اس مقام پر دیکھ کر پریشان نہ ہو خداوند عالم نے یہاں بھی میرے لیے بہشت جیسا بندوبست فرمایا ہے یہ کہہ کر آپ نے انگلی سے اشارہ کیا اور صالح کی نظر میں بہترین باغ بہترین قصور اور بہترین نہریں وغیرہ نظر آنے لگیں صالح کا بیان ہے کہ یہ دیکھ کر مجھے قدرے تسلی ہو گئی (شواہد النبوت ص ۲۰۸، نور الابصار ص ۱۵۰)۔

امام علی نقی علیہ السلام کی نظر بندی

امام علی نقی علیہ السلام کو دھوکہ سے بلانے کے بعد پہلے تو خان الصعالیک میں پھر اس کے بعد ایک دوسرے مقام میں آپ کو نظر بند کر دیا اور تا حیات اسی میں قید رکھا امام شبلنجی لکھتے ہیں کہ متوکل آپ کے ساتھ ظاہر داری ضرور کرتا تھا، لیکن آپ کا سخت دشمن تھا اس نے حیلہ سازی اور دھوکہ بازی سے آپ کو بلایا اور در پردہ ستانے اور تباہ کرنے اور مصیبتوں میں مبتلا کرنے کے درپے رہا (نور الابصار ص ۱۵۰)۔

علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں کہ متوکل نے آپ کو جبرا بلاکر سامرہ میں نظر بند کر دیا اور تا زندگی باہر نہ نکلنے دیا (صواعق محرقہ ص ۱۲۴)۔

امام علی نقی علیہ السلام کا جذبہ ہمدردی

مدینہ سے سامرہ پہنچنے کے بعد بھی آپ کے پاس لوگوں کی آمد کا تانتا بندھا رہا لوگ آپ سے فائدے اٹھاتے اور دینی اور دنیاوی امور میں آپ سے مدد چاہتے رہے اور آپ حل مشکل میں ان کے کام آتے رہے علمائے اسلام لکھتے ہیں کہ سامرہ پہنچنے کے بعد جب آپ کی نظر بندی میں سختی اور شدت نہ تھی ایک دن آپ سامرہ کے ایک قریہ میں تشریف لے گئے آپ کے جانے کے بعد ایک سائل آپ کے مکان پر آیا، اسے یہ معلوم ہوا کہ آپ فلاں گاوں میں تشریف لے گئے ہیں، وہ وہاں چلا گیا اور جا کر آپ سے ملا، آپ نے پوچھا کہ تم کیسے آئے ہو تمہارا کیا کام ہے؟

اس نے عرض کی مولا میں غریب آدمی ہوں، مجھ پر دس ہزار درہم قرض ہو گیا ہے اور اس کی ادائیگی کی کوئی سبیل نہیں، مولا خدا کے لیے مجھے اس بلا سے نجات دلایئے حضرت نے فرمایا گھبراؤ نہیں، انشاء اللہ تمہارا قرضہ کی ادائیگی کا بندوبست ہو جائے گا وہ سائل رات کو آپ کے ہمراہ مقیم رہا صبح کے وقت آپ نے اس سے کہا کہ میں تمہیں جو کہوں اس کی تعمیل کرنا اور دیکھو اس امر میں ذرا بھی مخالفت نہ کرنا اس نے تعمیل ارشاد کا وعدہ کیا آپ نے اسے ایک خط لکھ کر دیا جس میں یہ مرقوم تھا کہ ”میں دس ہزار درہم اس کے ادا کردوں گا“ اور فرمایا کہ کل میں سامرہ پہنچ جاوں گا جس وقت میں

وہاں کے بڑے بڑے لوگوں کے درمیان بیٹھا ہوں تو تم مجھ سے روپے کا تقاضا کرنا اس نے عرض کی حضور یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ میں لوگوں میں آپ کی توہین کروں حضرت نے فرمایا کوئی حرج نہیں، میں تم سے جو کہوں وہ کرو غرض کہ سائل چلا گیا اور جب آپ سامرہ واپس ہوئے اور لوگوں کو آپ کی واپسی کی اطلاع ملی تو اعیان شہر آپ سے ملنے آئے جس وقت آپ لوگوں سے محو ملاقات تھے سائل مذکور بھی پہنچ گیا سائل نے ہدایت کے مطابق آپ سے رقم کا تقاضہ کیا آپ نے بہت نرمی سے اسے ٹالنے کی کوشش کی، لیکن وہ نہ ٹلا اور بدستور رقم مانگتا رہا بالاخر حضرت نے اس سے تین میں ادائیگی کا وعدہ فرمایا اور وہ چلا گیا یہ خبر جب بادشاہ وقت کو پہنچی تو اس نے مبلغ تیس ہزار درہم آپ کی خدمت میں بھیج دیئے، تیسرے دن جب سائل آیا تو آپ نے اسے فرمایا کہ تیس ہزار درہم لے لے اور اپنی راہ لگ اس نے عرض کی مولا میرا قرضہ تو صرف دس ہزار ہے آپ تیس ہزار دے رہے ہیں آپ نے فرمایا جو قرضہ کی ادائیگی سے بچے اسے اپنے بچوں پر صرف کرنا وہ بہت خوش ہوا اور یہ پڑھتا ہوا "اللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ" خدا ہی خوب جانتا ہے کہ رسالت وامامت کا کون اہل ہے) اپنے گھر چلا گیا (نورالابصار ص ۱۴۹، صواعق محرقہ، ۱۲۳، شواہدالنبوت ص ۲۰۷، ارجح المطالب ص ۴۶۱)۔

امام علی نقی کی حالت سامرہ پہنچنے کے بعد

متوکل کی نیت خراب تھی ہی امام علیہ السلام کے سامرہ پہنچنے کے بعد اس نے اپنی نیت کا مظاہر عمل سے شروع کیا اور آپ کے ساتھ نامناسب طریقہ سے دل کا بخار نکالنے کی

طرف متوجہ ہوا لیکن اللہ جس کی لاٹھی میں آواز نہیں اس نے اسے کیفر کردار تک پہنچا دیا مگر اس کی زندگی میں بھی ایسے آثار اور اثرات ظاہر کئے جس سے وہ یہ بھی جان لے کہ وہ جو کچھ کر رہا تھا خداوند اسے پسند نہیں کرتا مورخ اعظم لکھتے ہیں کہ متوکل کے زمانے میں بڑی آفتیں نازل ہوئیں بہت سے علاقوں میں زلزلے آئے زمینیں دھنس گئیں آگیں لگیں، آسمان سے ہولناک آوازیں سنائی دیں، باد سموم سے بہت سے جانور اور آدمی ہلاک ہوئے، آسمان سے مثل ٹڈی کے کثرت سے ستارے ٹوٹے دس دس رطل کے پتھر آسمان سے برسے، رمضان ۲۴۳ ہجری میں حلب میں ایک پرندہ کوے سے بڑا آکر بیٹھا اور یہ شور مچایا "یاایہاالناس اتقواللہ اللہ اللہ" چالیس دفعہ یہ آواز لگا کر اڑ گیا دو دن ایسا ہی ہوا (تاریخ اسلام جلد ا ص ۶۵)۔

حضرت امام علی نقی اور سواری کی برق رفتاری

علامہ طبرسی لکھتے ہیں کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے مدینہ سے سامرہ تشریف لے جانے کے بعد ایک دن ابوہاشم نے کہا مولا میرا دل نہیں مانتا کہ میں ایک دن بھی آپ کی زیارت سے محروم رہوں، بلکہ جی چاہتا ہے کہ ہر روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کروں حضرت نے پوچھا اس کے لیے تمہیں کونسی رکاوٹ ہے انہوں نے عرض کی میرا قیام بغداد ہے اور میری سواری کمزور ہے حضرت نے فرمایا" جاو" اب تمہاری سواری کا جانور طاقتور ہو جائے گا اور اس کی رفتار بہت تیز ہو جائے گی ابوہاشم کا بیان ہے کہ

حضرت کے اس ارشاد کے بعد سے ایسا ہو گیا کہ میں روزانہ نماز صبح بغداد میں نماز ظہر سامرہ عسکر میں اور نماز مغرب بغداد میں پڑھنے لگا (اعلام الوری ص ۲۰۸)۔

دوماہ قبل عزل قاضی کی خبر

علامہ جامی تحریر فرماتے ہیں کہ آپ سے آپ کے ایک ماننے والے نے اپنی تکلیف بیان کرتے ہوئے بغداد کے قاضی شہر کی شکایت کی اور کہا کہ مولاوہ بڑا ظالم ہے ہم لوگوں کو بے حد ستاتا ہے آپ نے فرمایا گھبراو نہیں دوماہ بعد بغداد میں نہ رہے گا راوی کا بیان ہے کہ جونہی دوماہ پورے ہوئے قاضی اپنے منصب سے معزول ہو کر اپنے گھر بیٹھ گیا (شواہدالنبوت)۔

آپ کا احترام جانوروں کی نظر میں

علامہ موصوف یہ بھی لکھتے ہیں کہ متوکل کے مکان میں بہت سی بطخیں پلی ہوئی تھیں جب کوئی وہاں جاتا تو وہ اتنا شور مچایا کرتی تھیں کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی لیکن جب امام علیہ السلام تشریف لے جاتے تھے تو وہ سب خاموش ہو جاتی تھیں اور جب تک آپ وہاں تشریف رکھتے تھے وہ چپ رہتی تھیں (شواہدالنبوت)۔

حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور خواب کی عملی تعبیر

احمد بن عیسی الکاتب کا بیان ہے کہ میں نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں اور میں ان کی خدمت میں حاضر ہوں ، حضرت نے میری طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور اپنے دست مبارک سے ایک مٹھی خرمہ اس طشت سے عطا فرمایا جو آپ کے سامنے رکھا ہوا تھا میں نے انہیں گنا تو وہ پچیس تھے اس خواب کو ابھی زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ مجھے معلوم ہوا کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام سامرہ سے تشریف لائے ہیں میں ان کی زیارت کے لیے حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ ان کے سامنے ایک طشت رکھا ہے جس میں خرمے ہیں میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو سلام کیا حضرت نے جواب سلام دینے کے بعد ایک مٹھی خرمہ مجھے عطا فرمایا ، میں نے ان خرموں کو شمار کیا تو وہ پچیس تھے میں نے عرض کی مولا کیا کچھ خرمہ اور مل سکتا ہے جواب میں فرمایا! اگر خواب میں تمہیں رسول خدا نے اس سے زیادہ دیا ہوتا تو میں بھی اضافہ کر دیتا (دمعہ ساکبہ جلد ۳ ص ۱۲۴)۔

اسی قسم کا واقعہ امام جعفر صادق علیہ السلام اور امام علی رضا علیہ السلام کے لیے بھی گزرا ہے۔

حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور فقہائے مسلمین

یہ تومانی ہوئی بات ہے کہ آل محمد وہ ہیں جن کے گھر میں قرآن مجید نازل ہوا ان سے بہتر نہ قرآن کا سمجھنے والا ہے، نہ اس کی تفسیر جاننے والا، علماء کا بیان ہے کہ جب متوکل کو زہر دیا گیا تو اس نے یہ نذر مانی کہ "اگر میں اچھا ہو گیا تو راہ خدا میں مال کثیر دوں گا" پھر صحت پانے کے بعد اس نے اپنے علماء اسلام کو جمع کیا اور ان سے واقعہ بیان کر کے مال کثیر کی تفصیل معلوم کرنا چاہی اس کے جواب میں ہر ایک نے علیحدہ علیحدہ بیان دیا ایک فقیہ نے کہا مال کثیر سے ایک ہزار درہم دوسرے فقیہ نے کہا دس ہزار درہم، تیسرے نے کہا ایک لاکھ درہم مراد لینا چاہیئے متوکل ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ ایک دربان سامنے آیا جس کا نام "حسن" تھا عرض کرنے لگا کہ حضور اگر مجھے حکم ہو تو میں اس کا صحیح جواب لادوں متوکل نے کہا بہتر ہے جواب لاو اگر تم صحیح جواب لائے تو دس ہزار درہم تم کو انعام دوں گا اور اگر تسلی بخش جواب نہ لا سکے تو سو کوڑے ماروں گا اس نے کہا مجھے منظور ہے اس کے بعد دربان حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں گیا امام علیہ السلام جو نظر بندی کی زندگی بسر کر رہے تھے دربان کو دیکھ کر بولے اچھا مال کثیر کی تفصیل پوچھنے آیا ہے جا اور متوکل سے کہہ دے مال کثیر سے اسی درہم مراد ہے دربان نے متوکل سے یہی کہہ دیا متوکل نے کہا جا کر دلیل معلوم کر، وہ واپس آیا حضرت نے فرمایا کہ قرآن مجید میں آنحضرت علیہ السلام کے لیے آیا ہے ہ "لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ" اے رسول اللہ نے تمہاری مدد مواطن کثیرہ یعنی بہت سے مقامات پر کی ہے جب ہم نے ان مقامات کا شمار کیا جن میں خدا نے آپ کی مدد فرمائی ہے تو وہ حساب سے اسی ہوتے ہیں

معلوم ہوا کہ لفظ کثیر کا اطلاق اسی پر ہوتا ہے یہ سن کر متوکل خوش ہو گیا اور اس نے اسی درہم صدقہ نکال کر دس ہزار درہم دربان کو انعام دیا (مناقب ابن شہر آشوب جلد ۵ ص ۱۱۶)۔

اسی قسم کا ایک واقعہ یہ ہے کہ متوکل کے دربار میں ایک نصرانی پیش کیا گیا جو مسلمان عورت سے زنا کرتا ہوا پکڑا گیا جب وہ دربار میں آیا تو کہنے لگا مجھ پر حد جاری نہ کی جائے میں اس وقت مسلمان ہوتا ہوں یہ سن کر قاضی یحی بن اکثم نے کہا کہ اسے چھوڑ دینا چاہئے کیونکہ یہ مسلمان ہو گیا ایک فقیہ نے کہا کہ نہیں حد جاری ہونا چاہئے غرض کہ فقہائے مسلمین میں اختلاف ہو گیا متوکل نے جب یہ دیکھا کہ مسئلہ حل ہوتا نظر نہیں آتا تو حکم دیا کہ امام علی نقی کو خط لکھ کر ان سے جواب منگایا جائے۔

چنانچہ مسئلہ لکھا گیا حضرت امام علیہ السلام نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا "یضرب حتی یموت" کہ اسے اتنا مارا جائے کہ مر جائے جب یہ جواب متوکل کے دربار میں پہنچا تو یحی بن اکثم قاضی شہر اور فقیہ سلطنت نیز دیگر فقہا نے کہا اس کا کوئی ثبوت قران مجید میں نہیں ہے. براہ مہربانی اس کی وضاحت فرمایئے آپ نے خط ملاحظہ فرما کر یہ آیت تحریر فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے (جب کافروں نے ہماری سختی دیکھی تو کہا کہ ہم اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور اپنے کفر سے توبہ کرتے ہیں یہ ان کا کہنا ان کے لیے مفید نہ ہوا، اور نہ ایمان لانا کام آیا)

آیت پڑھنے کے بعد متوکل نے تمام فقہا کے اقوال کو مسترد کر دیا اور نصرانی کے لیے حکم دیدیا کہ اسے اس قدر مارا جائے کہ "مر جائے" (دمعہ ساکبہ جلد ۳ ص ۱۴۰)۔

شاہ روم کو حضرت امام علی نقی کا جواب

علامہ محمد باقر نجفی لکھتے ہیں کہ بادشاہ روم نے خلیفہ وقت کو لکھا کہ میں نے انجیل میں پڑھاہے کہ جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا جس میں یہ سات لفظ نہ ہوں ث، ج، ح، ز، ش، ظ، ف، وہ جنت میں جائے گا اسے دیکھنے کے بعد میں نے توریت وزبور کا اچھی طرح مطالعہ کیا لیکن اس قسم کا کوئی سورہ اس میں نہیں ملا آپ ذرا اپنے علماء سے تحقیق کرکے لکھیے کہ شاید یہ بات آپ کے قرآن مجید میں ہو بادشاہ وقت نے بہت سے علماء جمع کئے اور ان کے سامنے یہ چیز پیش کی سب نے بہت دیر تک غور کیا لیکن کوئی اس نتیجہ پر نہ پہنچ سکا کہ تسلی بخش جواب دے سکے جب خلیفہ وقت تمام علماء سے مایوس ہو گیا تو امام علی نقی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا جب آپ دربار میں تشریف لائے اور آپ کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا گیا تو آپ نے بلاتاخیر فرمایا وہ سورہ حمد ہے اب جو غور کیا گیا تو بالکل ٹھیک پایا گیا، بادشاہ اسلام خلیفہ وقت نے عرض کی، ابن رسول اللہ کیا اچھا ہوتا اگر آپ اس کی وجہ بھی بتادیتے کہ یہ حروف اس سورہ میں کیوں نہیں لائے گیے کہ آپ نے فرمایا یہ سورہ رحمت وبرکت ہے اس میں یہ حروف اس لے نہیں لائے گئے کہ (ث) سے ثبور ہلاکت تباہی، بربادی کی طرف، ج۔ سے جہیم جہنم کی طرف، خ۔ خیبت یعنی خسران کی طرف، ز۔ سے زقوم یعنی تھوہڑ کی طرف، ش۔ سے شقاوت کی طرف، ظ۔ سے ظلمت کی طرف، ف۔ سے فرقت کی طرف تبادر ذہنی ہوتا ہے اور یہ تمام چیزیں رحمت وبرکت کے معافی ہیں۔

خلیفہ وقت نے آپ کا تفصیلی بیان شاہ روم کو بھیج دیا بادشاہ روم نے جونہی اسے پڑھا وہ مسرور ہوگیا اور اسی وقت اسلام لایا اور تاحیات مسلمان رہا (معہ ساکبہ جلد ۳ ص ۱۴۰ بحوالہ شرح شافیہ ابوفراس)۔

متوکل کے کہنے سے ابن سکیت وابن اکثم کا امام علی نقی سے سوال

علماء کا بیان ہے کہ ایک دن متوکل اپنے دربار میں بیٹھا ہوا تھا دیگر کاموں سے فراغت کے بعد ابن سکیت کی طرف متوجہ ہو کر بولا ابوالحسن سے ذرا سخت سخت سوال کرو ابن سکیت نے اپنی قابلیت بھر سوال کئے امام علیہ السلام نے تمام سوالات کے مفصل اور مکمل جواب دیئے یہ دیکھ کر یحی ابن اکثم قاضی سلطنت نے کہا اے ابن سکیت تم نحو، شعر، لغت کے عالم ہو، تمہیں مناظرہ سے کیا دلچسپی، ٹھہرو میں سوال کرتا ہوں یہ کہہ کر اس نے ایک سوالنامہ نکالا جو پہلے سے لکھ کر اپنے ہمراہ رکھے ہوئے تھا اور حضرت کو دیدیا حضرت نے اس کا اسی وقت جوال لکھنا شروع کر دیا اور ایسا مکمل جواب دیا کہ قاضی شہر کو متوکل سے کہنا پڑا کہ ان جوابات کو پوشیدہ رکھا جائے ، ورنہ شیعوں کی حوصلہ افزائی ہوگی ان سوالات میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ قرآن مجید میں "سبعۃ البحر" اورنفدت کلمات اللہ" جو ہے اس میں کن سات دریاؤں کی طرف اشارہ ہے اور کلمات اللہ سے مراد کیا ہے آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ وہ سات دریا یہ ہیں عین الکبریت، عین الیمن، عین البرہوت، عین الطبریہ، عین السیدان، عین الافریقہ، عین الیاحوران، اور کلمات سے ہم محمد وآل محمد مراد ہیں جن کے فضائل کا احصانا ممکن ہے (مناقب جلد ۵ ص ۱۱۷)۔

قضاوقدر کے متعلق امام علی نقی علیہ السلام کی رہبری ورہنمائی

قضاوقدر کے بارے میں تقریباتمام فرقے جادہ اعتدال سے ہٹے ہوئے ہیں، اس کی وضاحت میں کوئی جبر کا قائل نظر آتا ہے کوئی مطلّقا تفویض پر ایمان رکھتا ہوا دکھائی دیتاہے ہمارے امام علی نقی علیہ السلام نے اپنے آباؤاجداد کی طرح قضاوقدر کی وضاحت ان لفظوں میں فرمائی ہے "لاجبر ولا تفویض بل امر بین امرین" نہ انسان بالکل مجبور ہے نہ بالکل آزاد ہے بلکہ دونوں حالتوں کے درمیان ہے (معہ ساکبہ جلد ۳ ص ۱۳۴)۔

میں حضرت کا مطلب یہ سمجھتاہوں کہ انسان اسباب واعمال میں بالکل آزاد ہے اور نتیجہ کی برآمدگی میں خداکامحتاج ہے۔

علماء امامیہ کی ذمہ داریوں کے متعلق امام علی نقی علیہ السلام کاارشاد

حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے ارشادفرمایاہے کہ ہمارے علماء، غیبت قائم آل محمد کے زمانے میں محافظ دین اوررہبر علم ویقین ہوں گے ان کی مثال شیعوں کے لیے بالکل ویسی ہی ہوگی جیسی کشتی کے لیے ناخدا کی ہوتی ہے وہ ہمارے ضیعفوں کے دلوں کو تسلی دیں گے وہ افضل ناس اور قائدملت ہوں گے (معہ ساکبہ جلد ۳ ص ۱۳۷)۔

حضرت امام علی نقی اور عبدالرحمٰن مصری کاذہنی انقلاب

علامہ اربلی لکھتے ہیں کہ ایک دن متوکل نے برسردربارامام علی نقی کو قتل کردینے کا فیصلہ کرکے آپ کودربارمیں طلب کیاآپ سواری پر تشریف لائے عبدالرحمٰن مصری

کابیان ہے کہ میں سامرہ گیاہواتھااور متوکل کے دربارکایہ حال سناکہ ایک علوی کے قتل کاحکم دیاگیاہے تومیں دروازے پراس انتظارمیں کھڑاہوگیاکہ دیکھوں وہ کون شخص ہے جس کے قتل کے انتظامات ہورہے ہیں اتنے میں دیکھاکہ امام علی نقی علیہ السلام تشریف لارہے ہیں مجھے کسی نے بتایاکہ اسی علوی کے قتل کابندوبست ہواہے میری نظرجونہی ان کے چہرہ پرپڑی میرے دل میں ان کی محبت سرایت کرگئ اورمیں دعا کرنے لگا خدایامتوکل کے شرسے اس شریف علوی کوبچانامیں دل میں دعاکرہی رہاتھاکہ آپ نزدیک آپہنچے اورمجھ سے بلاجانے پہچانے فرمایاکہ اے عبدالرحمٰن تمہاری دعاقبول ہوگئ ہے اورمیں انشاء اللہ محفوظ رہوں گاچنانچہ دربارمیں آپ پرکوئی ہاتھ نہ اٹھاسکااورآپ محفوظ رہے پھرآپ نے مجھے دعادی اورمیں مالامال ہوگیا اورصاحب اولادہوگیا عبدالرحمٰن کہتاہے کہ میں اسی وقت آپ کی امامت کاقائل ہوکرشیعہ ہوگیا(کشف الغمہ ص ۱۲۳، دمعہ ساکبہ جلد ۳ ص ۱۲۵)۔

حضرت امام علی نقی علیہ السلام اوربرکتہ السباع

علماء کابیان ہے کہ ایک دن متوکل کے دربارمیں ایک عورت جوان اورخوبصورت آئی اوراس نے آکرکہاکہ میں زینب بنت علی وفاطمہ ہوں متوکل نے کہاکہ تو جوان ہے اورزینب کوپیداہوئے اوروفات پائے عرصہ گذرگیااگرتجھے زینب تسلیم کرلیاجائے تویہ کیسے ماناجائے، کہ زینب اتنی عمرتک جوان رہ سکتی ہیں اس نے کہاکہ مجھے رسول خدانے یہ دعادی تھی کہ میں ہرچالیس اورپچاس سال کے بعدجوان ہوجاؤں اسی لیے میں جوان

ہوں متوکل نے علماء دربار کو جمع کرکے ان کے سامنے اس مسئلہ کو پیش کیا سب نے کہا یہ جھوٹی ہے زینب کے انتقال کو عرصہ ہو گیا ہے متوکل نے کہا کوئی ایسی دلیل دو کہ میں اسے جھٹلا سکوں سب نے اپنے عجز کا حوالہ دیا۔

فتح ابن خاقان وزیر متوکل نے کہا کہ اس مسئلہ کو "ابن الرضا" علی نقی کے سوا کوئی حل نہیں کرسکتا لہٰذا انہیں بلایا جائے متوکل نے حضرت کو زحمت تشریف آوری دی جب آپ دربار میں پہنچے متوکل نے صورت مسئلہ پیش کی امام نے فرمایا جھوٹی ہے، متوکل نے کہا کوئی ایسی دلیل دیجئیے کہ میں اسے جھوٹی ثابت کرسکوں، آپ نے فرمایا میرے جد نامدار کا ارشاد ہے کہ "حرم لحوم اولادی علی السباع" درندوں پر میری اولاد کا گوشت حرام ہے اے بادشاہ تو اس عورت کو درندوں میں ڈال دے، اگر یہ سچی ہوگی اس کا زینب ہونا تو درکنار اگر یہ سیدہ بھی ہوگی تو جانور اسے نہ چھیڑیں گے اور اگر سادات سے بھی بے بہرہ اور خالی ہوگی تو درندے اسے پھاڑ کھائیں گے ابھی یہ گفتگو جاری ہی تھی کہ دربار میں اشارہ بازی ہونے لگی اور دشمنوں نے مل جل کر متوکل سے کہا کہ اس کا امتحان امام علی نقی ہی کے ذریعہ سے کیوں نہ لیا جائے اور دیکھا جائے کہ آیا درندے سیدوں کو کھاتے ہیں یا نہیں۔

مطلب یہ تھا کہ اگر انہیں جانوروں نے پھاڑ کھایا تو متوکل کا منشاء پورا ہو جائے گا اور اگر یہ بچ گئے تو متوکل کی وہ الجھن دور ہو جائے گی جو زینب کذاب نے ڈال رکھی ہے غرض کی متوکل نے امام علیہ السلام سے کہا "اے ابن الرضا" کیا اچھا ہوتا کہ آپ خود برکتہ السباع میں جا کر اسے ثابت کر دیجئے کہ آل رسول کا گوشت درندوں پر حرام ہے امام علیہ السلام

تیار ہو گئے متوکل نے اپنے بنائے ہوئے برکت السباع شیر خانہ میں آپ کو ڈلوا کر پھاٹک بند کروا دیا، اور خود مکان کے بالاخانہ پر چلا گیا تا کہ وہاں سے امام کے حالات کا مطالعہ کرے۔

علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں کہ جب درندوں نے دروازہ کھلنے کی آواز سنی تو خاموش ہو گئے جب آپ صحن میں پہنچ کر سیڑھی پر چڑھنے لگے تو درندے آپ کی طرف بڑھے (جن میں تین شیر اور بروایت دمعہ ساکبہ چھ شیر بھی تھے) اور ٹھہر گئے اور آپ کو چھو کر آپ کے گرد پھرنے لگے، آپ نے اپنی آستین ان پر ملتے تھے پھر درندے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے متوکل امام علیہ السلام کے متعلق چھت پر سے یہ باتیں دیکھتا رہا اور اتر آیا، پھر جناب صحن سے باہر تشریف لے آئے متوکل نے آپ کے پاس گراں بہا صلہ بھیجا لوگوں نے متوکل سے کہا تو بھی ایسا کر کے دکھلا دے اس نے کہا شاید تم میری جان لینا چاہتے ہو۔

علامہ محمد باقر لکھتے ہیں کہ زینب کذابہ نے جب ان حالات کو بچشم خود دیکھا تو فوراً اپنی کذب بیانی کا اعتراف کر لیا، ایک روایت کی بنا پر اسے توبہ کی ہدایت کر کے چھوڑ دیا گیا دوسری روایت کی بنا پر متوکل نے اسے درندوں میں ڈلوا کر پھڑوا ڈالا (صواعق محرقہ ص ۱۲۴، ارجح المطالب ص ۴۶۱، دمعہ ساکبہ جلد ۳ ص ۱۴۵، جلاء العیون ص ۲۹۳، روضۃ الصفاء،)

فصل الخطاب، علامہ ابن حجر کا کہنا ہے کہ اسی قسم کا واقعہ عہد رشید عباسی میں جناب یحی بن عبد اللہ بن حسن مثنی ابن امام حسن علیہ السلام کے ساتھ بھی ہوا ہے۔

حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور متوکل کا علاج

علامہ عبدالرحمٰن جامی تحریر فرماتے ہیں کہ جس زمانہ میں حضرت امام علی نقی علیہ السلام نظر بندی کی زندگی بسر کر رہے تھے متوکل کے بیٹھنے کی جگہ یعنی کمر کے نیچے جسم کے پچھلے حصہ میں ایک زبردست زہریلا پھوڑا نکل آیا، ہرچند کوشش کی گئی مگر کسی صورت سے شفاء کی امید نہ ہوئی جب جان خطرہ میں پڑ گئی تو متوکل کی ماں نے منت مانی کہ اگر متوکل اچھا ہو گیا تو میں ابن الرضا کی خدمت میں مال کثیر نذر کروں گی اور فتح بن خاقان نے متوکل سے درخواست کی کہ اگر آپ کا حکم ہو تو میں مرض کی کیفیت ابوالحسن سے بیان کر کے کوئی دواء تجویز کرالاؤں۔

متوکل نے اجازت دی اور ابن خاقان حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے سارا واقعہ بیان کر کے دوا کی تجویز چاہی، امام علیہ السلام نے فرمایا "کسب غنم" (بکری کی مینگنیاں) لے کر گلاب کے عرق میں حل کر کے لگاؤ، انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا وزیر فتح ابن خاقان نے دربار میں امام علیہ السلام کی تجویز پیش کی، لوگ ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ امام ہو کر کیا دوا تجویز فرمائی ہے وزیر نے کہا اے خلیفہ تجربہ کرنے میں کیا حرج ہے اگر حکم ہو تو میں انتظام کروں خلیفہ نے حکم دیا، دوا لگائی گئی، پھوڑا پھوٹا، متوکل کی آنکھ کھل گئی اور رات بھرپور اسویا تین یوم کے اندر شفاء کامل ہو جانے کے بعد متوکل کی ماں نے دس ہزار اشرفی کی سربمہر تھیلی امام علیہ السلام کی خدمت میں بھجوادی

(شواہد النبوت ص ۲۰۷، اعلام الوریٰ ص ۲۰۸)۔

امام علی نقی علیہ السلام کے تصور حکومت پر خوف خدا غالب تھا

حضرت کی سیرت زندگی اور اخلاق و کمالات وہی تھے جو اس سلسلہ عصمت کی ہر فرد کے اپنے اپنے دور میں امتیازی طور پر مشاہدہ میں آتے رہتے تھے قید خانہ اور نظر بندی کا عالم ہو یا آزادی کا زمانہ ہر وقت ہر حال میں یاد الٰہی، عبادت، خلق خدا سے استغناء، ثبات قدم، صبر و استقلال، مصائب کے ہجوم میں ماتھے پر شکن کا نہ ہونا، دشمنوں کے ساتھ حلم و مروت سے کام لینا، محتاجوں اور ضرورت مندوں کی امداد کرنا، یہی وہ اوصاف ہیں جو امام علی نقی کی سیرت زندگی میں نمایاں نظر آتے ہیں۔

قید کے زمانہ میں جہاں بھی آپ رہے آپ کے مصلے کے سامنے ایک قبر کھدی تیار رہتی تھی دیکھنے والوں نے جب اس پر حیرت اور دہشت کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا میں اپنے دل میں موت کا خیال رکھنے کے لیے یہ قبر اپنی نگاہوں کے سامنے تیار رکھتا ہوں حقیقت میں یہ ظالم طاقت کو اس کے باطل مطالبہ اطاعت اور اسلام کے حقیقی تعلیمات کی نشر و اشاعت کے ترک کر دینے کی خواہش کا ایک عملی جواب تھا یعنی زیادہ سے زیادہ سلاطین وقت کے ہاتھ میں جو کچھ ہے وہ جان کا لے لینا مگر جو شخص موت کے لیے اتنا تیار ہو وہ ہر وقت کھدی ہوئی قبر اپنے سامنے رکھے وہ ظالم حکومت سے ڈر کر سر تسلیم خم کرنے پر کیسے مجبور کیا جا سکتا ہے مگر اس کے ساتھ دنیاوی سازشوں میں شرکت یا حکومت وقت کے خلاف کسی بے محل اقدام کی تیاری سے آپ کا دامن اس طرح بری رہا کہ باوجود دارالسلطنت کے اندر مستقل قیام اور حکومت کے سخت ترین جاسوسی انتظام کے کبھی آپ کے خلاف تشدد

کے جواز کی نہ مل سکی باوجودیکہ سلطنت عباسیہ کی بنیادیں اس وقت اتنی کھوکھلی ہو رہی تھیں کہ دارالسلطنت میں ہر روز ایک نئی سازش کا فتنہ کھڑا ہوتا تھا۔

متوکل سے خود اس کے بیٹے کی مخالفت اور اس کے انتہائی عزیز غلام باغر رومی کی اس سے دشمنی منتصر کے بعد امرائے حکومت کا انتشار اور آخر متوکل کے بیٹوں کو خلافت سے محروم کرنے کا فیصلہ مستعین کے دور حکومت میں یحی بن عمر بن یحی بن حسین بن زید علوی کا کوفہ میں خروج اور حسن بن زید الملقب بہ داعی الحق کا علاقہ طبرستان پر قبضہ کر لینا اور مستقل سلطنت قائم کر لینا پھر دارالسلطنت میں ترکی غلاموں کی بغاوت، مستعین کا سامرہ کو چھوڑ کر بغداد کی طرف بھاگنا اور قلعہ بند ہو جانا آخر کو حکومت سے دست برداری پر مجبور ہونا اور کچھ عرصہ کے بعد معتز باللہ کے ہاتھ سے تلوار کے گھاٹ اترنا، پھر معتز باللہ کے دور میں رومیوں کا مخالفت پر تیار رہنا، معتز باللہ کو خود اپنے بھائیوں سے خطرہ محسوس ہونا اور مویدی زندگی کا خاتمہ اور موفق کا بصرہ میں قید کیا جانا، ان تمام ہنگامی حالات، ان تمام شورشوں، ان تمام بے چینیوں اور جھگڑوں میں سے کسی میں بھی امام علی نقی کی شرکت کا شبہ تک نہ پیدا ہونا، کیا اس طرز عمل کے خلاف نہیں ہے؟۔

جو ایسے موقعوں پر جذبات سے کام لینے والوں کا ہوا کرتا ہے ایک ایسے اقتدار کے مقابلہ میں جسے نہ صرف وہ حق وانصاف کے رو سے ناجائز سمجھتے ہیں بلکہ ان کے ہاتھوں انہیں جلاوطنی قید اور اہانتوں کا سامنا بھی کرنا پڑا ہے مگر جذبات سے بلند اور عظمت نفس کے کامل مظہر دنیاوی ہنگاموں اور وقت کے اتفاقی موقعوں سے کسی طرح کا فائدہ اٹھانا اپنی بے لوث حقانیت اور کوہ سے بھی گراں صداقت کے خلاف سمجھتا ہے اور مخالفت پر پس

پشت حملہ کرنے کواپنے بلند نقطہ نگاہ اور معیار عمل کے خلاف جانتے ہوئے ہمیشہ کنارہ کش رہتا ہے (دسویں امام ص ۱۶)۔

امام علی نقی علیہ السلام کی شہادت

متوکل کے بعداس کابیٹا مستنصر پھر مستعین پھر ۲۵۲ ہجری میں معتز باللہ خلیفہ ہوا معتزابن متوکل نے بھی اپنے باپ کی سنت کو نہیں چھوڑااور حضرت کے ساتھ سختی ہی کرتا رہا یہاں تک کہ اسی نے آپ کو زہر دیدیا۔

"سمعہ المعتز، انوارالحسینیہ جلد ۲ ص ۵۵ ،اورآپ بتاریخ ۳/ رجب ۲۵۴ ہجری یوم دوشنبہ انتقال فرماگئے (دمعہ ساکبہ جلد ۳ ص ۱۴۹)۔

علامہ ابن جوزی تذکرۃخواص الامۃ میں لکھتے ہیں کہ آپ معتز باللہ کے زمانہ خلافت میں شہید کئے گئے ہیں اورآپ کی شہادت زہر سے واقع ہوئی ہے، علامہ شبلنجی لکھتے ہیں کہ آپ کوزہر سے شہید کیاگیاہے (انوارالابصار ص ۱۵۰)۔

علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ آپ زہر سے شہید ہوئے ہیں، صواعق محرقہ ص ۱۲۴، دمعہ ساکبہ جلد ۳ ص ۱۴۸ میں ہے کہ آپ نے انتقال سے قبل امام حسن عسکری علیہ السلام کو مواریث انبیاء وغیرہ سپرد فرمائے تھے وفات کے بعدجب امام حسن عسکری علیہ السلام نے گریبان چاک کیاتولوگ معترض ہوئے آپ نے فرمایاکہ یہ سنت انبیاء ہے حضرت موسی نے وفات حضرت ہارون پر اپنا گریبان پھاڑاتھا (دمعہ ساکبہ ص ۱۴۸، جلاء العیون ص ۲۹۴)۔

آپ پر امام حسن عسکری نے نماز پڑھی اور آپ سامرہ ہی میں دفن کئے گئے "انا للہ وانا الیہ راجعون"۔ علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کی وفات انتہائی کس مپرسی کی حالت میں ہوئی انتقال کے وقت آپ کے پاس کوئی بھی نہ تھا (جلاء العیون ص ۲۹۲)۔

آپ کی ازواج واولاد

آپ کی کئی بیویاں تھیں، ان سے کئی اولادیں پیدا ہوئیں جن کے اسماء یہ ہیں امام حسن عسکری، حسین بن علی، محمد بن علی، جعفر بن علی، دختر موسومہ عائشہ بن علی (ارشاد مفید ص ۵۰۲، صواعق محرقہ ص ۱۲۶ طبع مصر)۔